71

چند ضروری باتیں

(فرمودہ ۴ جولائی ۱۹۲۴ء)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو لوگ مبعوث ہوتے ہیں ان کی تعلیم اس زمانہ کے خیالات کے مخالف ہوتی ہے کیونکہ وہ دنیا کی اصلاح کے لئے آتے ہیں۔ اور یہی نبیوں اور دوسرے لوگوں میں فرق ہوتا ہے کہ باقی جس تعلیم کو پیش کرتے ہیں وہ وہی تعلیم ہوتی ہے جس کی طرف دنیا خود جا رہی ہوتی ہے جیسے آج کل مسٹر گاندھی ہیں۔ گو انہوں نے کوئی دعویٰ نہیں کیا لیکن لوگ چونکہ بطور مثال انہیں پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو انہیں کس قدر کامیابی ہوئی۔ اس لئے ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اول تو ان کی کامیابی کا نتیجہ جلد ہی نکل آیا۔ وہ ہندو اور مسلمان جو انہیں اپنا لیڈر اور پیشوا کہتے تھے۔ آج ان کا بڑا حصہ انہیں چھوڑ چکا ہے اور اس طرح تھوڑے عرصے میں ہی ان کا عروج تنزل سے بدل گیا۔

اس کے خلاف انبیاء سے خدا تعالیٰ کا یہ سلوک ہوتا ہے کہ ان کا قدم گو آہستہ آہستہ اٹھتا ہے مگر آگے ہی آگے بڑھتا ہے پیچھے نہیں ہٹتا۔ دنیا میں اور لوگوں کو بھی بڑی بڑی فتوحات ہوئیں مگر نبیوں کو ان کے مقابلہ میں ہمیشہ یہ امتیازات حاصل رہے کہ اول جن لوگوں کے ذریعہ انبیاء فتوحات اور کامیابیاں حاصل کرتے ہیں۔ وہ ان کے خود پیدا کردہ ہوتے ہیں۔ دوسرے انبیاء زمانہ کی رو کے مخالف چلتے ہیں۔ تیسرے ان کا ہر قدم ترقی کی طرف ہی جاتا ہے۔ تنزل کی طرف نہیں جاتا۔ چوتھے خدا تعالیٰ ان کی خبر اور شہرت کو آپ پھیلاتا ہے۔ اسی سال یعنی گزشتہ بارہ مہینوں میں کئی نئی باتیں احمدیت کے متعلق معلوم ہوئی ہیں۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ چین میں احمدیہ جماعت موجود ہے۔ وہاں کون گیا۔ وہ لوگ کس طرح احمدی ہوئے۔ ہمیں اس کا بھی علم نہیں اور نہ اس جماعت کے متعلق

کوئی علم تھا کہ ترکی پارلیمینٹ کا ایک ممبر چین میں گیا۔ اس نے اپنا سفرنامہ لکھا جس میں وہ لکھتا ہے۔ میں نے چین کے ایک شہر کانٹن میں یہ جھگڑا فساد سنا کہ احمدی جامع مسجد کے متعلق کہتے تھے۔ یہ ہماری ہے اور دوسرے مسلمان کہتے تھے ہماری ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہاں جماعت موجود ہے اور اتنی بڑی جماعت ہے کہ مسجد پر قبضہ کرنے کا استحقاق رکھتی ہے۔ پھر مسجد بھی کوئی عام مسجد نہیں بلکہ جامع مسجد ہے۔ ہمیں اب تک بھی اس جماعت کا علم نہیں مگر ایک غیر شخص اس کا ذکر کرتا ہے جو ہمارا دشمن ہے۔

اسی طرح ایک پولٹیکل افسر کا خط پچھلے دنوں الفضل میں شائع ہوا تھا جس سے معلوم ہو سکتا تھا کہ دنیا میں کس طرح ہر جگہ احمدیت کا چرچا ہو رہا ہے۔ ایک بہت بڑے رئیس نے تو انہیں یہاں تک کہا کہ تم ہندوستان سے میرے لئے کیا تحفہ لائے ہو۔ انہوں نے کہا کہ نافہ لایا ہوں۔ اس پر وہ ہنس کر کہنے لگا کہ حضرت احمد کی کوئی کتاب لائے ہو یا نہیں؟

یہ چرچا کس طرح ہوا۔ کیا ہماری کوششوں سے۔ ہرگز نہیں خدا تعالیٰ نے ہی حضرت مسیح موعود کا ذکر پھیلا دیا۔ کیونکہ وہ اپنے ماموروں کی خبر خود پھیلاتا ہے۔ آج بھی ایک خط آیا ہے۔ جو اسی قسم کی بشارت لایا ہے۔ اور ایسی جگہ سے آیا ہے۔ جہاں آج تک کوئی احمدی نہیں گیا۔ بلکہ وہاں کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ چونکہ سنوسی خیالات کے لوگ ہیں اس لئے احمدیت کی طرف توجہ نہیں کر سکتے۔ مگر آج ایک عرب کا رجسٹری خط ملا ہے۔ وہ ترکی فوج میں کپتان تھے اور آج کل سیاحت پر ہیں۔ وہ مصر میں احمدی ہوئے تھے۔ وہ لکھتے ہیں یہاں ایک بہت بڑے پیر ہیں جن کے بہت سے مدارس ہیں۔ اور ہزاروں مرید ہیں۔ وہ احمدی ہو گئے ہیں۔ ان کے لئے سلسلہ کی کتابیں جلدی بھیجیں۔ کیونکہ ان کا ارادہ ہے کہ اس علاقہ میں تبلیغ کے لئے نکلیں۔

اب دیکھو ان علاقوں میں کون پہنچا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے۔ جو لوگوں کو کھینچ کر احمدیت کی طرف لا رہا ہے۔ کہاں ایک شخص مصر میں احمدیت کا ذکر سنتا ہے اور احمدی ہو جاتا ہے۔ اور خدا اس کے دل میں ایسا اخلاص ڈال دیتا ہے کہ وہ تبلیغ شروع کر دیتا ہے۔ اس کے متعلق خیال تھا کہ نہ معلوم کہاں چلا گیا۔ کیونکہ عرصہ سے اس کا کوئی خط نہ آیا تھا۔ لیکن اب اس نے لکھا ہے کہ افسوس کہ میں اس سے پہلے کوئی خط نہ لکھ سکا۔ میں تبلیغ میں مصروف ہوں۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ بہت سے لوگ تیار ہیں اگر کوئی مبلغ آئے تو ہزاروں آدمی سلسلہ میں داخل ہو جائیں گے۔ ایک یہ بات ہے جو میں آج سنانا چاہتا ہوں:۔

دوسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے سنا ہے کہ بعض لوگوں کے اندر یہاں یہ خیال ہے کہ مہدی کی پیشگوئی حضرت خلیفہ اول پر چسپاں ہوتی ہے میں کسی شخص سے اس تعلق کے لحاظ سے جو مجھے حضرت خلیفہ اول سے ہے کم نہیں ہوں۔ اس لئے کہ بچپن سے آپ کے ساتھ میرا تعلق رہا۔ اور جب سے میں نے ہوش سنبھالی۔ ان کو دیکھنا شروع کیا۔ اور جتنی جتنی عمر بڑھتی گئی تعلق بھی بڑھتا گیا۔ عربی تعلیم جو میں نے تھوڑی بہت حاصل کی انہی سے حاصل کی۔ قرآن کریم کا ترجمہ انہیں سے پڑھا۔ بخاری انہی سے پڑھی۔ پھر وہ زمانہ بھی آیا جبکہ ان کا اور ہمارا تعلق پیری مریدی کا ہوگیا۔ اس تعلق سے بھی میرا مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ دوسروں کے تعلق محدود ہیں اگر کسی کو شاگردی کا تعلق ہے تو یہ نہیں کہ وہ بچپن سے آپ کے پاس رہا اور اگر کوئی بچپن سے آپ کے پاس رہا ہے تو اسے آپ سے فیض حاصل کرنے کا وہ موقعہ نہیں ملا جو مجھے ملا ہے جو محبت مجھے ان سے تھی اور جو پیار انہیں مجھ سے تھا۔ اس کے متعلق بارہا مجلس میں فرمایا کرتے تھے مجھے میاں سے عشق ہے اور مجھے خود بھی انہوں نے کئی بار کہا مجھے تم سے عشق ہے تو کسی کو ایسا موقع نہیں ملا جو مجھے ملا اور ایک شخص بھی جماعت میں ایسا نہیں جو حضرت خلیفہ اول سے تعلق کے لحاظ سے اس درجہ پر ہو جو مجھے حاصل ہے اور جب میں کہتا ہوں کہ ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جسے مجھ جتنا تعلق ہو تو میں کسی کو بھی مستثنیٰ نہیں کرتا حتّٰی کہ حضرت خلیفہ اول کے بچوں کو بھی مستثنیٰ نہیں کرتا۔ آپ بارہا فرمایا کرتے تھے اور ایک دفعہ تو مجھے لکھا بھی تھا کہ مجھے اپنے بچوں سے بھی زیادہ تم سے محبت ہے۔ پھر حضرت خلیفہ اول کے بچوں کو نہ تو آپ کی شاگردی کا رتبہ حاصل ہوا اور نہ صحبت علمی سے مستفیض ہوئے ہیں۔ گویا ان کا تعلق محض نسبی ہے۔ مگر میرا تعلق آپ سے علمی ہے۔ لیکن باوجود اس تعلق کے میں ان کی طرف یہ بات منسوب کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ آپ مہدی موعود تھے کیونکہ حضرت مسیح موعود نے اس امر پر بہت زور دیا ہے کہ **لا مھدی الا عیسٰی** کہ عیسٰی جو موعود ہے سوائے ان کے اور مہدی نہیں ہو گا پس اگر مہدی سے مراد وہ مہدی ہے جسے مسیح موعود کے زمانہ میں ہونا تھا تو وہ سوائے حضرت صاحب کے اور کوئی نہیں ہے اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور مہدی مراد ہو تو ایسے بہت گزرے ہیں اور بہت سے ہوں گے میں جس امر کی تردید کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مسیح موعود کی موجودگی میں سوائے آپ کے کوئی دوسرا مہدی نہ تھا اور اگر آپ کے وقت میں آنے والے مہدی سے کوئی اور مراد لیا جائے تو یہ غلط ہے لیکن اگر اور مہدی مراد ہے تو سب خلفاء کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہدی کہا ہے اس لحاظ سے حضرت ابوبکرؓ بھی مہدی تھے۔ حضرت عمرؓ بھی

مہدی تھے۔ حضرت عثمانؓ بھی مہدی تھے۔ حضرت علیؓ بھی مہدی تھے۔ حضرت خلیفہ اول بھی مہدی تھے اور میں بھی مہدی ہوں اگر کوئی حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ' حضرت عثمانؓ' حضرت علیؓ' حضرت خلیفہ اول' پر بعض علامات کی بنا پر مہدی والی پیشگوئی چسپاں کرتا ہے تو وہ مجھ پر بھی چسپاں ہوتی ہے کیونکہ لکھا ہے کہ وہ ۲۶ سال کی عمر میں خلافت کرے گا۔ اور یہ بات سوائے میرے اور کسی پر چسپاں نہیں ہوتی۔ تو کوئی خلیفہ ایسا نہیں جو مہدی نہیں۔ مگر پھر بھی ہم اس پر زور نہیں دیتے۔ کیونکہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہیں۔ حضرت عمرؓ خلیفہ ہیں۔ حضرت عثمانؓ خلیفہ ہیں۔ حضرت علیؓ خلیفہ ہیں تو ساتھ ہی یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اس حدیث کے ماتحت وہ بھی مہدی تھے۔ اس پر خاص زور دینے کی ضرورت نہیں اور خاص کر ایسے زمانہ میں جب کہ یہ بحث ہو رہی ہو کہ

مہدی اور مسیح ایک ہی ہے اس پر زور دینا اس بات کو مشتبہ کرنا ہے جس پر جنگ ہو رہی ہے۔ پس اس مہدویت کے علاوہ جو خلافت سے تعلق رکھتی ہے۔ مسیح موعود کے سوا کسی کے لئے کوئی موعودہ مہدویت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ مہدیت دعوے سے تعلق رکھتی ہے اور مہدویت اور مجددیت میں فرق ہی یہ ہے کہ مجددیت کسی خاص انسان کے لئے نہیں ہوتی۔ اس کے متعلق تو یہ کہا گیا ہے کہ مجدد تجدید دین کرتا رہے گا۔ یہ نہیں کہا کہ فلاں مجدد ہو گا اس لئے اگر کوئی مجدد مجددیت کا دعویٰ بھی نہ کرے بلکہ اسے پتہ بھی نہ ہو کہ میں مجدد ہوں تو بھی وہ مجدد ہو سکتا ہے لیکن جس کے متعلق پیشگوئی ہو کہ ان ان علامات کے ساتھ ہو گا وہ ہو اور دعویٰ نہ کرے یہ نہیں ہو سکتا۔ اور دعوے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ ان علامات کو جو بیان کی گئی ہوں اپنے اوپر چسپاں کرے۔ یہ دعویٰ نہیں جس طرح میں نے بھی کہہ دیا ہے کہ میں بھی مہدی ہوں دعوے یہ ہیں کہ اس منصب پر زور دے اور لوگوں کے سامنے اس کا مدعی بن کر پیش کرے۔ مگر حضرت خلیفہ اول نے نہ اس طرح دعویٰ کیا نہ لوگوں کے سامنے پیش کیا اگر کوئی علامت آپ پر چسپاں ہوتی ہے تو اس کے صرف یہ معنی ہیں کہ ایسا خلیفہ ہو گا۔ نہ یہ کہ آپ وہ مہدی تھے جس کا وعدہ دیا گیا تھا۔ پس ایسے وقت میں جب کہ دنیا سے اس بات پر جنگ کی جا رہی ہے مسیح اور مہدی ایک تھے کس قدر نادانی اور جہالت ہے۔ اگر ہم اس بحث کو خود خراب اور مشتبہ کر دیں۔ تو اس وقت دوسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ اس بات کا ازالہ ہے کہ حضرت خلیفہ اول باوجود اپنے علم و فضل تقویٰ و طہارت بزرگی اور برتری کے بحیثیت خلیفہ تو مہدی تھے مگر وہ مہدی جس کی خبر مسیح موعود کے زمانہ میں آنے کی دی گئی ہے وہ نہیں تھے بلکہ مہدی کے خادموں میں سے ایک خادم تھے۔ اور جو بھی رتبہ آپ کو حاصل ہوا وہ اسی

لئے حاصل ہوا کہ آپ نے مہدی کی غلامی کی اس سے زیادہ درجہ آپ کا کچھ نہیں۔

تیسری بات جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے سنا ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ چونکہ حضرت مسیح موعود شرعی نبی نہ تھے۔ اس لئے ان کے بیان کئے ہوئے مسائل ہمارے لئے حجت نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے بعض لوگ کہتے ہیں خدا کا بیٹا ہے۔ فرماتا ہے۔ قریب ہے کہ آسمان و زمین پھٹ جائیں۔ اس بات کو سن کر کہ بعض لوگ کہتے ہیں۔ خدا کا بیٹا میں سمجھتا ہوں اس قسم کے خیال کے لئے بھی ہم یہی فقرہ کہہ سکتے ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔**انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی**[۳۰] کہ تو مجھے ایسا ہی پیارا ہے جیسے توحید یعنی جس طرح مجھے یہ ناپسند ہے کہ کوئی شرک کرے۔ اسی طرح مجھے یہ بھی ناپسند ہے کہ تیرے درجہ میں کوئی کمی کرے۔ پس اگر خدا کا بیٹا کہنے سے زمین و آسمان پھٹنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں تو وہ جو توحید جیسا خدا کا مقرب ہے۔ اس کے درجہ میں اگر کمی کی جائے گی تو کیوں آسمان و زمین پھٹنے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے نبیوں میں سے ایک نبی تھے اور اس رسول کے بھیجے ہوئے رسولوں میں سے ایک رسول اور خدا تعالیٰ کی طرف سے جو رسول آئیں وہ شریعت لائیں یا نہ لائیں۔ وہ خدا سے علم پاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ جو نبی بھیجتا ہے کسی غرض کے لئے بھیجتا ہے یا یونہی۔ اور ساری دنیا سے لڑائی جھگڑے کرا کر نتیجہ کیا نکالتا ہے کیا یہی کہ ساری دنیا سے لڑائی جھگڑے تو نبی کرے۔ سب لوگوں سے دکھ اور تکالیف تو وہ اٹھائے۔ ہر وقت لوگوں کے غم اور فکر میں تو وہ ہلکان ہوتا رہے لیکن اس کی بجائے مسائل کا فیصلہ کرنا اوروں کے سپرد ہو جائے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ کے نبی شیر ہوتے ہیں اور شیر کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ شکار مارے۔ اور گیدڑ کھائیں۔ خدا تعالیٰ کے نبی شیروں کی طرح ہوتے ہیں اور ہماری مثال گیدڑوں کی سی ہوتی ہے کہ شیر شکار مار کر جاتا ہے اور ہم پیچھے کھاتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ نے جو رتبہ اور درجہ نبی کو دیا ہے وہ اسے دو اور جو تمہارے لئے رکھا ہے وہ اپنا سمجھو یہ اور بات ہے کہ ان تعلیمات اور مسائل کو لے کر جو حضرت مسیح موعود نے بیان کئے۔ اور اس رعب کی وجہ سے جو آپ نے قائم کیا اور اس جماعت کے سہارے جو آپ نے بنائی۔ کوئی بات ہم بھی بنا لیں اور کسی مقصد میں ہم بھی کامیاب ہو جائیں۔ لیکن دراصل وہ ہماری کسی خوبی کی وجہ سے نہیں ہو گا۔

دیکھو آج یہ جو ہزار ۱۲ سو یا اس سے بھی زیادہ لوگ میرے سامنے بیٹھے ہیں ان میں شاید کوئی غیر بھی ہو لیکن باقی سارے کے سارے ایسے ہیں جنہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ جو میں انہیں کہوں گا کرنے کے لئے تیار ہوں گے اور اپنے اخلاص اور ایثار میں دنیا کی کسی جماعت سے کم نہیں بلکہ اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ ہر حکم ماننے کے لئے تیار ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ جماعت پیدا کس نے کی؟ صاف بات ہے کہ ان میں جو اخلاص اور ایثار پایا جاتا ہے وہ حضرت مسیح موعود ہی کی کوشش کا نتیجہ ہے اگر میں اس بات کو دیکھ کر کہ اتنے لوگ میری بات مانتے ہیں جتنے حضرت مسیح موعود کے وقت نہ تھے اور اتنے لوگ میری باتیں سنتے ہیں جتنے حضرت مسیح موعود کی باتیں نہ سنتے تھے یہ خیال کر لوں کہ میرا درجہ آپ سے بڑھ کر ہے تو یہ کیسی بے وقوفی کی بات ہو گی ہمیں اصل منبع دیکھنا چاہیئے اور ہر کامیابی کا باعث اسی کو قرار دینا چاہیئے۔ اگر آج ہمارا رعب دنیا پر پہلے سے زیادہ ہے اور پہلے کی نسبت زیادہ لوگ ہماری باتیں مانتے ہیں تو یہ ہماری کسی قابلیت کا نتیجہ نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ کیا آپ سے پہلے لوگ وعظ و نصیحت کرنے والے نہ تھے۔ ان کی باتوں کا کیوں لوگوں پر اثر نہ ہوتا تھا۔ یا اب ایسے لوگ نہیں ہیں۔ جو آپ سے علیحدہ ہو کر وعظ و نصیحت کرتے ہیں مگر کوئی ان کی بات نہیں سنتا اس کی کیا وجہ ہے یہی کہ ان میں وہ نور اور روشنی نہیں جو حضرت مسیح موعود کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔ انہیں وہ جذب اور وہ قوت نہیں جو حضرت مسیح موعود سے حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے ان کی باتیں بے اثر تھیں اور اب بھی ہیں۔ خوب یاد رکھو۔ یہ مسئلہ میرے نزدیک بہتوں کے لئے حل نہیں ہوا۔ ہماری جماعت کے کئی لوگوں کے لئے بھی حل نہیں ہوا۔ غیر مبایع اور غیر احمدی تو الگ رہے اور وہ یہ ہے کہ دنیا میں ایک ہی چیز ہے جس کا انکار کفر ہے۔ اسی لئے میں کسی بھی انسان کی اتنی عظمت کا قائل نہیں ہوں کہ اس کی ذات کا انکار کفر ہو۔

کفر صرف خدا کی ہستی کا انکار ہے اور ہم جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا انکار کفر ہے تو اس کے یہ معنی نہیں ہوتے۔ کہ ان کی ذات کا انکار کفر ہے بلکہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی جو باتیں وہ لائے ان کا انکار کفر ہے ورنہ اگر اس بات کو علیحدہ کر دو۔ تو پھر وہ کیا تھے۔ ایک بڑھئی کے گھر پیدا ہونے والے اور ایک یہودی خاندان کے فرد تھے۔ جنہیں زیادہ سے زیادہ فریسی اور فقیہی کہہ سکتے تھے۔ اس سے زیادہ کیا تھے۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیا ہیں رسالت کو علیحدہ کر کے دیکھو تو آپ عربوں میں سے ایک عرب تھے اور عرب ہونے کی حیثیت سے لوگ آپ کی غلامی کرنے کے

لئے تیار نہ تھے۔ ہماری قوم جو ہزاروں سالوں سے حکمران چلی آئی تھی کیا وہ بغیر رسالت کے آپ کی غلامی کے لئے تیار ہو سکتی تھی۔ کسی عرب میں اور کیا بات ہو سکتی تھی جو ہم سے خادمیت اور غلامی کا اقرار کرا سکتی تھی۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا تھا کہ آپ بڑے خاندان کے ہوتے مگر آپ کا خاندان کیا تھا۔ مکہ کا غریب خاندان تھا۔ لیکن جب خدا تعالیٰ نے آپ کو رسالت دی تو آپ بڑے بنے آپ کا انکار کفر ہو گیا۔ حتیٰ کہ آپ نے فرمایا۔ **لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی** [۴۰] کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ بھی زندہ ہوتے تو وہ بھی میری غلامی کرتے۔ یہ رتبہ اور یہ مرتبہ آپ کو خدا تعالیٰ کے کلام کی وجہ سے ملا۔ پس جن پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے۔ وہ معمولی انسان نہیں ہوتے بلکہ ان کی ہستیاں دنیا سے جدا ہوتی ہیں اور ان کے لئے خدا تعالیٰ یہاں تک کہتا ہے کہ اگر کوئی میرا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ ان کے ذریعہ حاصل کرو اور ایسے انسان شرعی ہوں۔ یا غیر شرعی ایک ہی مقام پر ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو غیر شرعی کہتے ہیں تو اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ وہ کوئی نیا حکم نہیں لایا۔ ورنہ کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا جو شریعت نہ لائے۔ ہاں بعض نئی شریعت لاتے ہیں اور بعض پہلی شریعت ہی دوبارہ لاتے ہیں۔

پس شرعی نبی کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلے کلام لائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریعی نبی ہیں۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ آپ قرآن پہلے لائے اور حضرت مسیح موعود غیر تشریعی نبی ہیں۔ تو اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ پہلے قرآن نہیں لائے۔ ورنہ قرآن آپ بھی لائے اگر نہ لائے تھے تو خدا تعالیٰ نے کیوں کہا کہ اسے قرآن دے کر کھڑا کیا گیا ہے۔ پس اگر مسائل کا فیصلہ ہم نے کرنا ہے۔ تو پھر خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو کیوں بھیجا۔ کوئی ڈپٹی اس لئے مقرر نہیں کیا جاتا کہ وہ اپنے آپ کو ڈپٹی منوائے کوئی تحصیلدار اس لئے نہیں بنایا جاتا کہ وہ اپنے آپ کو تحصیلدار منوائے۔ ڈپٹی اور تحصیلدار کے معنی ہی یہ ہیں کہ کوئی کام ان کے سپرد کیا گیا ہے۔ اسی طرح جب ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں خدا کا نبی ہے تو اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ خدا نے اس کے سپرد کوئی کام بھی کیا ہے اور کام یہی ہوتا ہے کہ یا تو جدید شریعت پر عمل کرائے یا پہلی شریعت کو قائم کرے۔ پس وہ تعلیم جو وہ دیتے ہیں۔ اس سے ذرا بھر بھی ادھر ادھر ہونا جائز نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود بڑی وضاحت سے فرماتے ہیں۔ مولوی لوگ حدیثیں لئے پھرتے ہیں۔ مگر حدیثوں کا یہ کام نہیں کہ میرے متعلق فیصلہ کریں بلکہ میرا کام ہے کہ میں بتاؤں۔ فلاں حدیث درست ہے اور فلاں غلط۔ تم ہی بتاؤ۔ ایک شخص کسی کے منہ سے کوئی بات سنے اور دوسرا کسی اور کے ذریعہ سنے تو کس

کی بات قابل وثوق ہو گی۔ اسی کی جس نے خود سنی۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ حضرت مسیح موعود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بات کو منسوخ کر سکتے تھے۔ یا آپ نے منسوخ کیا بلکہ یہ کہتے ہیں آپ وہی باتیں کہتے تھے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہیں۔ لیکن دوسرے جو کہتے ہیں وہ ایک دوسرے سے سنی سنائی کہتے ہیں۔ پس سوال مسیح موعود کے تشریعی یا غیر تشریعی نبی ہونے کا نہیں بلکہ راویوں کا سوال ہے کہ کونسا راوی زیادہ مضبوط ہے۔ آیا وہ جو دس بیس حدیث میں آتے ہیں اور ایک دوسرے سے سنی سنائی بات بیان کرتے ہیں۔ یا وہ جو خدا کا مسیح ہے اور جس نے خدا سے سن کر بات پہنچا دی۔

اسی طرح قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **لا یمسہ الا المطہرون** کہ سوائے پاکیزہ لوگوں کے کوئی اسے چھو نہیں سکتا۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ جو لوگ پاکیزہ نہیں وہ ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ بلکہ یہ ہے کہ قرآن کریم کے علوم انہی پر کھلتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے مقرب ہوتے ہیں۔ اور جو جتنا زیادہ خدا کا مقرب ہو گا اتنے ہی زیادہ اس پر علوم کھلیں گے۔ چنانچہ صوفیا جو ظاہری علوم میں معروف نہیں ہوتے۔ ان پر ایسے علوم کھولے جاتے ہیں جو مولوی اور عالم کہلانے والوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں آتے۔

میں محی الدین ابن عربی کی کتابیں پڑھ کر حیران ہو جاتا ہوں کہ وہ کئی آیتوں کے معنی وہی کرتے ہیں جن کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تصدیق کی ہے مثلاً ”تمام مفسرین اس آیت کے کہ **و ما ارسلنا من قبلک من رسول و لا نبی الا اذا تمنی القی الشیطن فی امنیتہ**(الحج ۵۳) یہ معنی کرتے ہیں کہ جب نبی کوئی خواہش کرتا ہے تو شیطان اس میں دخل دے دیتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں یہ معنی صحیح نہیں کیونکہ نبی مس شیطان سے پاک ہوتا ہے اور باوجود اس کے کہ کوئی مفسر اس طرف نہیں گیا۔ محی الدین ابن عربی یہی کہتے ہیں کہ نبی اور شیطان کا کیا تعلق۔ اسی طرح اور کئی آیات میں نے دیکھی ہیں۔ جن کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ ان کے جو معنی ہم کرتے ہیں وہ یورپ کے اثر کی وجہ سے کرتے ہیں۔ مگر صوفیا کی آج سے سات سو برس پہلے کی کتابوں میں وہی معنی موجود ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ یہی کہ صوفیا کو وہ علوم اور معارف دیئے گئے جو علماء کو حاصل نہ ہوئے۔ تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ خدا کا نبی تو مسیح موعود ہو اور قرآن کریم کے علوم آپ سے زیادہ ہم پر کھولے جائیں۔ ہمیں اگر کچھ مل سکتا ہے تو فرع کے طور پر مل سکتا ہے۔ اس کا بیج مسیح موعود کو ہی ملے گا۔ اور کوئی ایک بھی بات ایسی نہیں جس کا بیج ہم کو ملے پھر ہم کس طرح کہہ

سکتے ہیں کہ ایک انسان کو خدا تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا۔ مگر یہ بھول گیا کہ لوگوں کو اس وقت کس کس بات کی ضرورت ہے۔ وہ میں اس نبی کو بتا دوں۔ یہ غلط ہے۔ فروع ہمارے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور اصول حضرت مسیح موعود نے ہی بیان کئے ہیں۔ چنانچہ آپ نے کہا بھی ہے کہ نبی بیج بونے کے لئے آتا ہے آگے درخت کا اگنا پھل پھول پیدا ہونا بعد میں ہوتا ہے۔ اس درخت کو بھی پھل لگیں گے اور وہ پھیلے گا۔ جس کا بیج حضرت مسیح موعود نے ڈالا اسے دیکھ کر ہو سکتا ہے ایک جاہل کہے۔ بیج کی کوئی حقیقت نہیں۔ اصل درخت ہی ہے لیکن کسی ہوش مند کے منہ سے یہ بات نہیں نکل سکتی ہے اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ہمارا درس کوئی سنے اور حقائق اور معارف سن کر کہہ دے کہ یہ حضرت مسیح موعود سے بڑھ گیا۔ مگر عقلمند یہ دیکھے گا کہ ان سب باتوں کا بیج حضرت مسیح موعود نے رکھا ہے۔ ورنہ حضرت مسیح موعود سے پہلے بھی یہی قرآن موجود تھا۔ اس وقت اس سے معارف کیوں نہ نکلتے تھے۔ پس حضرت مسیح موعود کی تعلیم جس بات کی تصدیق کرے گی۔ وہ صحیح ہو گی۔ اور جسے آپ کی تعلیم رد کر دے گی وہ غلط ہو گی اور اس کی قیمت ایک پیسہ بھی نہ ہو گی بلکہ وہ مصیبت ہے اور ایمان کے لئے کیڑا ہے۔ یہ خیال کہ نبی پر وہ علوم نہیں کھلے۔ جو ہم پہ کھلے ہیں۔ کبر اور عُجب پر دلالت کرتا ہے اور یہ ایمان کو تباہ کر دیتا ہے۔ مجھے کبھی حضرت مسیح موعود کی کتابوں پر اتنا ایمان نہیں بڑھتا جتنا کوئی مضمون لکھتے وقت بڑھتا ہے کوئی ایک بات اور کوئی ایک علم بھی ایسا نہیں جس کا گر حضرت مسیح موعود کی کتب میں درج نہ ہو۔ پس خدا تعالیٰ کی طرف سے جو انبیاء آتے ہیں۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ان کی تعلیم کو پھیلائیں۔ ان کی تعلیم سے ایک قدم ادھر ادھر ہونا کفر ہے۔ اس سے بچنا چاہیئے اور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ سے مقدم نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ انبیاء کو خدا بھیجتا ہے۔ اور ہمارے خیالات ہمارے اپنے ہوتے ہیں۔

پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جب کوئی نبی آجائے تو پہلے نبی کا علم بھی اسی کے ذریعہ ملتا ہے۔ یوں اپنے طور پر نہیں مل سکتا اور ہر بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی کے لئے بمنزلہ سوراخ کے ہوتا ہے۔ پہلے نبی کے آگے دیوار کھینچ دی جاتی ہے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ سوائے آنے والے نبی کے ذریعہ دیکھنے کے۔ یہی وجہ ہے کہ اب کوئی قرآن نہیں۔ سوائے اس قرآن کے جو حضرت مسیح موعود نے پیش کیا اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں نظر آئے۔ اور کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے اسی طرح رسول کریم صلی اللہ وسلم کا وجود اسی ذریعہ سے نظر آئے گا کہ حضرت مسیح موعود کی روشنی میں

دیکھا جائے۔ اگر کوئی چاہے کہ آپ سے علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو اسے کچھ نظر نہ آئے گا۔ ایسی صورت میں اگر کوئی قرآن کو بھی دیکھے گا تو وہ اس کے لئے **یھدی من یشاء** والا قرآن نہ ہو گا۔ بلکہ **یضل من یشاء** والا قرآن ہو گا۔ جیسا کہ مولویوں کے لئے ہو رہا ہے۔ لیکن جب حضرت مسیح موعود کے بتائے ہوئے معانی اور گروں کے ذریعہ دیکھے گا۔ تو قرآن کو بالکل نئی کتاب پائے گا۔ جو عقل کو صاف کرنے والی روحانیت کو تیز کرنے والی اور خدا تعالیٰ کا جلال دکھانے والی ہو گی۔ وجہ یہ کہ جو لوگ خدا کے نبی کی دی ہوئی عینک سے دیکھتے ہیں ان کے مقابلہ میں دنیا کے علوم حیض کے چیتھڑوں سے بھی کم حیثیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح اگر حدیثوں کو اپنے طور پر پڑھیں گے۔ تو وہ مداری کے پٹارے سے زیادہ وقعت نہ رکھیں گے۔ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ

حدیثوں کی کتابوں کی مثال تو مداری کے پٹارے کی ہے۔ جس طرح مداری جو چاہتا ہے اس میں سے نکال لیتا ہے۔ اسی طرح ان سے جو چاہو نکال لو۔ فی الواقعہ یہ صحیح بات ہے اور یہ نبی کا ہی کام ہے کہ بتائے کونسی ایسی حدیث ہے۔ جو دست برد کا نتیجہ ہے اور کونسی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سچا کلام ہے۔ اسی طرح دیکھنے سے معلوم ہوا گا کہ احادیث علوم کو بڑھانے والی اور روحانیت کا رستہ دکھانے والی ہیں اور اگر اس سے علیحدہ ہو کر دیکھیں گے تو مجموعہ تضاد ہو گا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے جدا ہو کر کوئی علم نہیں ہے اور انبیاء کی جماعتوں کا کام یہ نہیں ہوتا کہ نئے نئے مسئلے نکالیں۔ بلکہ یہ ہوتا ہے کہ جو تعلیم نبی دے گیا اسے پھیلائیں۔ حضرت مسیح موعود، امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام حنبل، امام مالک نہیں ہیں کہ ان کی طرح لوگوں نے آپ کو امام بنایا۔ آپ کو خدا نے امام بنایا ہے اور آپ کے مقابلہ میں کوئی آواز بلند نہیں کی جا سکتی۔ کوئی یہ تو کہہ سکتا ہے کہ امام ابو حنیفہ یوں کہتے ہیں اور میں یوں کہتا ہوں کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ امام حنبل یوں کہتے ہیں اور میں یوں کہتا ہوں۔ کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ امام شافعی یوں کہتے ہیں اور میں یوں کہتا ہوں۔ کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ امام مالک یوں کہتے ہیں اور میں یوں کہتا ہوں۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ سارے کے سارے امام یوں کہتے ہیں اور میں یوں کہتا ہوں۔ مگر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ خدا کا مسیح یوں کہتا ہے اور میں یوں کہتا ہوں۔ کیونکہ اس کو خدا نے امامت پر کھڑا کیا ہے اور اماموں کو لوگوں نے۔ اور انہوں نے خود دعوے بھی نہیں کئے۔ کب امام حنبل نے کہا ہے کہ میں امام ہوں۔ کب امام شافعی نے کہا ہے کہ میں امام ہوں۔ کب امام مالک نے کہا ہے کہ میں امام ہوں۔ کب ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ میں امام ہوں۔ ان کے

شاگردوں نے انہیں امام بنایا مگر مسیح موعود علیہ السلام کی اتھارٹی اور تصرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا۔ تم میں سے کسی نے نہیں دیا اور خدا تعالیٰ دئے ہوئے کو واپس نہیں لیا کرتا۔ بلکہ قائم رکھتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ نے آپ کو کہا ہے کہ میں تمہارے ذریعہ نور کو قائم کروں گا۔ تمہیں مٹنے نہیں دوں گا۔ تیری تعلیم کو دنیا میں قائم کروں گا۔ تو اور کون ہے جو اسے مٹا سکے۔ پھر فرمایا میں نے خود تجھے قرآن سکھایا۔ اور جسے خدا تعالیٰ قرآن سکھائے۔ اس کے مقابلہ میں اپنی باتیں کس طرح پیش کی جاسکتی ہیں۔ پس وہ جس کا استاد خدا ہو۔ اس کے مقابلہ میں یہ کہنا کہ ہماری بات سچی ہے۔ اس سے زیادہ جہالت اور کیا ہو سکتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق نہ بھی کہتا کہ میں خود اسے سکھاتا ہوں تب بھی آپ نبی تھے۔ اور آپ کی بات دوسروں پر فوقیت رکھتی تھی۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں نے خود تجھے قرآن سکھایا۔ پھر آپ زیادہ قرآن کو سمجھ سکتے ہیں یا ہم۔ خوب یاد رکھو کہ

حضرت مسیح موعود غیر شرعی نبی تھے مگر اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ آپ پہلے قرآن نہیں لائے اور نہ یہ کہنا کہ ہم آپ کی رائے کے خلاف بھی کوئی رائے قائم کر سکتے ہیں۔ یہ باطل بات ہے۔ یا یہ کہنا کہ شاید کوئی بات آپ نے منسوخ کر دی ہو۔ اس لئے آپ کی ہر ایک بات حجت نہیں۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس طرح تو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ شاید رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی بات منسوخ کر دی ہو۔ حضرت مسیح موعود کی تو باتیں لکھی ہوئی موجود ہیں۔ حدیثیں تو لکھی ہوئی نہ تھیں۔ کوئی کہہ دے ظہر کی چار رکعتیں نہیں۔ دو ہیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ دو بعد میں منسوخ کر دی گئی ہوں تو اس کو کیا کہا جا سکتا ہے۔ اور ایسے وہموں کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔ اس طرح تو جس بات کو چاہا مروڑ لیا۔ لیکن یاد رہے کہ علوم کی بنیاد شاید پر نہیں ہوتی۔ بلکہ حقیقت پر ہوتی ہے۔

یہ چند باتیں ہیں جو میں آج آپ لوگوں کو سنانا چاہتا ہوں۔ پہلی تو خوشخبری ہے۔ اور دوسری دو توجہ کے قابل امور ہیں۔ یاد رکھو جس دن تمہارے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ حضرت مسیح موعود سے علیحدہ ہو کر بھی ہم کچھ کر سکتے ہیں۔ وہی دن تمہاری تباہی کا دن ہو گا۔ اسی لحہ سے نئے نبی کی ضرورت محسوس ہو گی۔ جو آکر نئی جماعت بنائے گا۔ اور تم برباد کئے جاؤ گے۔ وہی بات سچ ہے جو حضرت مسیح موعود نے کہی۔ اور جو آپ کے خلاف کوئی دوسرا کہے۔ وہ غلط ہے اور حضرت مسیح موعود کی وہ باتیں جو موجود ہیں۔ انہیں ہم شاید کے ذریعہ رد نہیں کر سکتے۔ ہمارے علم بڑھیں گے۔ نئی نئی باتیں پیدا ہوں گی مگر ان سب کا بیج حضرت مسیح موعود نے رکھ دیا ہے۔ اور سب کچھ اسی سے

نکلے گا۔ اس لئے جو باتیں بالصراحت حضرت مسیح موعود کے خلاف ہوں۔ وہ یقیناً" غلط ہیں کیونکہ آم کی گٹھلی سے آم ہی نکلتے ہیں کیکر نہیں نکلتے۔

دیکھو تم ایسے زمانہ میں پیدا کئے گئے ہو۔ جس کی تیرہ سو سال سے لوگ خواہش کرتے چلے آئے ہیں۔ امام شافعی' ابن حزن' ابن حجر' ابن قیم' محی الدین ابن عربی' عبدالقادر جیلانی' شہاب الدین سہروردی۔ یہ لوگ اور حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ' حضرت عثمانؓ' حضرت علیؓ جن کے متعلق مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ آئمہ سے بڑھ کر ہیں۔ ان سب سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود ہیں اور پہلے جن کا ذکر کیا گیا ہے وہ وہ ہیں جو حسرتیں کرتے فوت ہو گئے ہیں کہ ہمیں مسیح موعود کا زمانہ میسر ہو۔ ہمیں چاہیئے کہ اس زمانہ کو قائم رکھنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ نہ کہ اپنے وہموں سے اس کو بدلنے کی کوشش کریں۔ اگر کوئی شخص ایک بال بھر بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے خلاف چلتا ہے تو وہ اپنے ہاتھوں تباہی کی بنیاد رکھتا ہے اور وہ جواب دہ ہو گا۔ خدا تعالیٰ کے حضور اس تباہی اور بربادی کا۔ اور دوسرے نبی کے آنے تک جتنے گناہ ہوں گے وہ ایسے لوگوں کی گردن پر ہوں گے۔ پس تمہارا فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم کو ایسی مضبوطی سے پکڑو۔ جیسے سمندر میں ڈوبنے والا اس رسہ کو پکڑتا ہے جو اس کے بچانے کے لئے پھینکا جاتا ہے۔ اگر تم یہ رستہ اختیار کرو گے تو دنیا ترقی اور عروج حاصل کر سکو گے اور اگر اسے چھوڑ دو گے تو سوائے اس کے کہ سمندر کی تہ میں مچھلیوں کا لقمہ بنو اور کوئی ٹھکانا نہیں۔ خدا تعالیٰ اس قسم کے شر سے ہمیں محفوظ رکھے اور اس تعلیم پر چلنے اور عمل کرنے کی توفیق دے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لائے۔

میں نے اس وقت جن دو مسائل کا ذکر کیا ہے انہیں جن لوگوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ مخلص لوگ ہیں۔ اور میں نے اس خیال سے ان باتوں کے متعلق بیان نہیں کیا کہ فی الواقعہ انہوں نے یہ کہا ہے کیونکہ جب تک ان سے دریافت نہ کر لیا جاوے۔ میرا حق نہیں ہے کہ میں کہوں انہوں نے یہ کہا ہے میں ان کو مخلص سمجھتا ہوں۔ بلکہ یقین رکھتا ہوں کہ مخلص ہیں اور میرا ہرگز یقین نہیں کہ انہوں نے اس طرح کہا ہو۔ اس وقت میں نے ان مسائل کو علمی طور پر بیان کر دیا ہے تاکہ اگر کسی کے ایسے خیالات ہوں تو ان کی اصلاح ہو جائے ورنہ میں ان باتوں کو کسی کی طرف منسوب نہیں کرتا۔ کئی دفعہ غلط فہمیاں ہو جاتی ہیں۔ کہنے والے کا کچھ اور مطلب ہوتا ہے اور سننے والا کچھ اور سمجھتا ہے۔ بارہا ایسا ہوا کہ میرے سامنے ایک بات بیان کی گئی ہے۔ میں نے اسے کچھ

اور سمجھا اور بیان کرنے والے نے اس کا کچھ اور مطلب بتایا۔ پس یہ مت خیال کرو کہ یہ باتیں زید یا بکر نے کہی ہیں ۔ بلکہ یہ بات مد نظر رکھو۔ کہ یہ باتیں صحیح نہیں۔ اگر کسی نے کہی ہیں تو بھی غلط ہیں اور اگر نہیں کہی تو بھی غلط ہے اسی غرض سے میں نے یہ خطبہ پڑھا ہے ورنہ میں کسی پر الزام نہیں لگاتا کہ اس نے یہ باتیں کہی ہیں۔ خصوصاً" ان پر جن کی طرف منسوب کی گئی ہیں۔ کہ ان پر مجھے بہت کچھ حسن ظن بلکہ اعتماد ہے۔

(الفضل ۱۵ جولائی ۱۹۲۴ء)

۱ے ابن ماجہ باب شدۃ الزمان

۲ے تاریخ الخلفاء ص ۱۴

۳ے تذکرہ ۴۴

۴ے ابن کثیر جلد ۲ ص ۲۴۶ الیواقیت و الجواھر جلد ۲ ص ۲۳